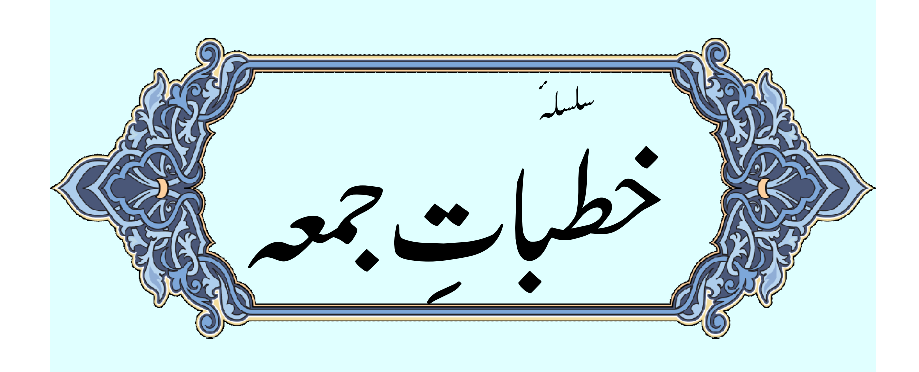
بسم اللہ الرحمن الرحیم



مولف

پروفیسر محمد سعود عالم قاسمی

سابق ناظم دینیات، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ

(1)

من جانب

شعبۂ اسلامی معاشرہ

جماعت اسلامی ہند

خطبہ جمعہ - اہمیت اور تقاضے

دین اسلام میں کلیدی حیثیت نماز کو حاصل ہے۔ اسے دین کا ستون اور مومنوں کی معراج کہا گیا ہے۔ نماز وقت پر اور مسجد میں با جماعت ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، مسجد عبودیت یعنی بندگی، عاجزی اور خود سپردگی کی ہی جگہ نہیں بلکہ مسلمانوں کی وحدت، اجتماعیت اور دینی مرکزیت کی بھی علامت ہے۔ مختلف رنگ و نسل، برادریوں، قبیلوں، پیشوں اور مختلف حالات و خیالات کے لوگ معاشی طور پر منتشر اور متفرق لوگ جب ایک ساتھ مسجد میں جمع ہوتے ہیں تو عبادت اور اخوت کی شان کا دلفریب منظر پیدا کرتے ہیں۔ مسجد ان کو عبادت کا ماحول فراہم کرتی ہے اور اپنے رب سے جوڑ دیتی ہے اور یہی مسجد ان کو اخوت اور مساوات کی لڑی میں پروکر انسانی زنجیر یا سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنا دیتی ہے۔ پانچوں وقت اور ہفتہ بھر کی یہ اجتماعی عبادت جمعہ کی نماز سے جڑ جاتی ہے اور عبودیت و اجتماعیت کی یہ لہریں دریا کی روانی اور سمندر کے موج کی طرح روحانی اور سماجی زندگی کی حرکت، فعالیت، نمو اور انقلاب کی علامت بن کر اسلام کی عظیم قوت و شوکت کی نقیب بن جاتی ہیں۔[1]

عبودیت، اخوت اور اجتماعیت کا جو موقع نماز جمعہ کی شکل میں اسلام نے عطا کیا ہے، دنیا کے دوسرے مذاہب اس کا نمونہ پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ نماز جمعہ میں عبادت اور اجتماعیت یعنی روحانی اور سماجی قدروں کا جو حسین اشتراک پایا جاتا ہے وہ انسانی زندگی پر دور رس اثرات مرتب کرتا ہے۔

عام نمازوں کے لیے تو مسلمان صرف وضو کر کے مسجد میں حاضر ہوتا ہے مگر نماز جمعہ کے لیے وضو کرنے کے علاوہ غسل بھی کرتا ہے، کپڑے بھی تبدیل کرتا ہے اور ممکن حد تک خوشبو لگا کر اہتمام کے

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھئے راقم کی کتاب مسجد اسلامی معاشرہ میں، مطبوعہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

ساتھ مسجد میں حاضر ہوتا ہے اور اپنے سارے کاروبار اور معمولات زندگی کو چھوڑ کر آتا ہے کیونکہ اس کے پروردگار نے نماز جمعہ کے لیے اسی طرح کا اہتمام کرنے کا ان کو حکم دیا ہے۔

يَـا اَيُّهَـا الَّـذِيْـنَ آمَنُوا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِن يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَالِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. (الجمعۃ-۱۰)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب پکارا جائے نماز کے لیے جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ و اور خرید و فروخت چھوڑ دو، یہ تمہالے لیے زیادہ بہتر ہے اگر تم جانو۔

خطبہ جمعہ

نماز جمعہ عام نمازوں کی طرح صرف سر جھکانے کی اجتماعی کوشش نہیں بلکہ مسلمانوں کو تعلیم، تذکیر، وعظ و نصیحت اور اصلاح واحتساب کی دعوت بھی دیتی ہے، اسی لیے نماز جمعہ سے پہلے خطبہ جمعہ کو جو دو نشستوں میں دیا جاتا ہے شریعت نے نماز جمعہ کا لازمی جزو قرار دیا ہے، یہ خطبہ مسلمانوں کے ہفتہ بھر کے کاموں کی خود احتسابی اور اگلے ہفتہ بھر کے کاموں کی دینی منصوبہ بندی کا محرک ہے، اس خطبہ میں جہاں اللہ کی حمد و ثنا ہوتی ہے اس کے رسولوں پر درود بھیجا جاتا ہے، دینی شعائر اور دینی احکام کا بیان ہوتا ہے، اسلام کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کی تلقین ہوتی ہے، وہاں امت کے مسائل، اسلام کو درپیش داخلی اور خارجی چیلنج کا تذکرہ ہوتا ہے، کفر و شرک، مہلک رسموں اور بے دینی سے پرہیز کرنے کی نصیحت ہوتی ہے، باہمی تعلقات درست کرنے کا مطالبہ ہوتا ہے، امت مسلمہ کے لیے دعائیں ہوتی ہیں اور توبہ واستغفار کا اعادہ ہوتا ہے۔ جو مسلمان پانچ نمازوں میں مسجد حاضر نہیں ہوتے وہ بھی نماز جمعہ ادا کرنے آتے ہیں، خطبہ جمعہ کے ذریعہ ان کی تعلیم و تربیت ہوتی ہے اور اسلامی نظام زندگی کے مختلف گوشوں سے ان کی واقفیت میں اضافہ ہوتا ہے، گویا مسجد جمعہ مسلمانوں کی عبادت گاہ بھی ہے اور ان کی درس گاہ بھی ہے، جہاں اسلام کی نظری اور عملی تعلیم ایک ساتھ انسانی زندگی میں ڈھلتی ہے۔ خطبات جمعہ کے ذریعہ ان کی دینی وسماجی زندگی کی تشکیل ہوتی ہے، ان کے افکار و رسوم کی تطہیر ہوتی ہے اور ان میں دین سے وابستگی کا، اللہ کی بندگی کا اور پاکیزہ زندگی گزارنے کا عزم و حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔

روحانی مناسبت، پاکیزہ ماحول، نمازیوں کی ذہنی یکسوئی اور جذبہ اطاعت کی وجہ سے خطبہ جمعہ کے دوررس اثرات مرتب ہوتے ہیں، یہ انسانی دل و دماغ میں جگہ بناتا ہے اور انسانی خیالات اور رویوں کا رخ موڑ دیتا ہے۔

رسول کریمؐ کا خطبہ

محسن انسانیت جناب رسول کریم a کے خطبات کی اثر انگیزی اور انقلابی قوت تمام دنیا کے معلموں، مصلحوں اور خطیبوں کے لیے نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ خطبے مختصر مگر جامع، سادہ مگر موثر ہوتے تھے۔قلب کو متحرک اور دماغ کو منور کرنے والے،ضمیر کو بیدار اور جذبات کو معتدل کرنے والے،فکر میں پاکیزگی اور عمل میں پختگی عطا کرنے والے ہوتے تھے۔روحانی اور ربانی قدروں سے معمور،اور حکمت ودانائی سے لبریز ہوتے تھے۔ان خطبات کے نمونے آج تک موجود ہیں۔زمانہ ان کو پڑھے، سنے اور سر دُھنے۔حضرت جابر بن سمرہؓ حضور پاکؐ کے خطبہ کی صفت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں ''**کانت للنبی a خطبتان یجلس بینھما یقرا القرآن ویذکر الناس. فکانت صلوتہ قصدا و خطبتہ قصدا**''.[1]

نبی a دو خطبہ دیتے تھے،ان کے درمیان بیٹھتے تھے،قرآن پڑھتے تھے اور لوگوں کو تذکیر کرتے تھے،آپ کی نماز اور خطبہ دونوں معتدل ہوتے تھے۔

خطبہ حجۃ الوداع کی آفاقی اور عالم گیر اثر انگیزی سے کون واقف نہیں ہے، یہ خطبہ اگر ایک طرف روحانی اور سماجی قدروں کا محافظ ہے تو دوسری طرف انسان کے بنیادی حقوق کا پہلا منشور ہے۔اس خطبہ نے دنیائے انسانیت کو عدل و مساوات،امن وسکون،اخوت ومحبت،حق شناسی اور فرض شناسی اور وحدت بنی آدم کی جو بنیاد عطا کی ہے اقوام متحدہ نے اسی بنیاد پر حقوق انسانی کے چارٹر کی عمارت اٹھائی ہے۔ہم اعتماد کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ:

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے   یہ سب پودا نہی کی لگائی ہوئی ہے

[1] مسلم،کتاب الجمعہ،فصل یخطب الخطبتین و تجلس بینھما۔ابوداؤد،کتاب الصلوٰۃ،باب الخطبۃ قائما۔

حضورa کے خطبات کی اثر انگیزی کا صرف ایک نمونہ ملاحظہ فرمایئے ۔حضرت عرباض بن ساریہؓ روایت فرماتے ہیں:

وعظنا رسول الله ﷺ موعظة بليغة وجلت منها القلوب وذرفت منها العيون، فقال قائل يا رسول الله كان هذهٖ موعظة مودع فماذا تعهد الينا، فقال اوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وان عبدا حبشيا، فانه من يعش منكم بعدی فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتى وسنة الخلفاء المهديين الراشدين، تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ واياكم ومحدثات الامور فان كل محدثة بدعةٍ وكل بدعة ضلالة۔[1]

رسول اللہ a نے ہمیں وعظ کہا اور وعظ انتہائی بلیغ تھا، جس سے دل دہل گئے ، آنکھیں اشک بار ہوگئیں۔ہم میں سے کسی نے کہا اے اللہ کے رسول! لگتا ہے یہ الوداعی خطبہ ہے، آپ ہمیں کیا نصیحت فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ کا تقوی اختیار کرو اور امیر کی بات سنو اور اس کی فرماں برداری کرو، اگر چہ تمہارے اوپر کسی حبشی غلام کو ہی امیر بنا دیا جائے۔تم میں سے جو لوگ زندہ رہیں گے وہ بہت سارے اختلافات دیکھیں گے ،تم لوگ میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کا اتباع کرنا، اس کو دانتوں سے پکڑنا، دین میں نئی باتوں سے بچتے رہنا ،اس لیے کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہوتی ہے۔

خطیب کی ذمہ داری

جو شخص جمعہ کا خطبہ دینے کے لیے مسلمانوں کے سامنے منبر پر کھڑا ہوتا ہے وہ دراصل حضرت رسالت مآبؐ کا جانشین اور نمائندہ ہوتا ہے اور امت کی رہنمائی کا ذمہ دار ہوتا ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ذی علم، سمجھ دار، بُردبار اور خدا ترس ہو اور حسب ذیل دس باتوں کو اپنے اوپر لازم

---

[1] ابوداؤد، کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ۔

کرلے تا کہ وہ اپنی دینی اور منصبی ذمہ داری صحیح طریقہ سے انجام دے سکے۔

(۱) مسلمانوں کو قرآن وسنت سے جوڑنے کی کوشش کرے، اپنی بات کو قرآن کی آیات اور صحیح احادیث کے ساتھ بیان کرے تا کہ امت کا قرآن سے اور رسولؐ کی سنت سے تعلق پیدا ہو جو ان کے ایمان کی جان ہے۔

(۲) صرف صحیح احادیث بیان کرے، موضوع اور من گھڑت روایات، ضعیف اور غیر معتبر روایات سے پرہیز کرے، کوشش کرے کہ حدیث کا حوالہ بھی بیان کردے بلکہ پہلے سے آیات اور احادیث کا انتخاب کرلے۔

(۳) قصے کہانیوں، توہّم پرستی اور غیر اللہ کی اہمیت پر مبنی واقعات سنانے سے گریز کرے، اس کے بجائے انبیاءکرام، سیرت رسولؐ، اسوۂ صحابہ اور سلف صالحین کی عزیمت کے واقعات سنائے، ہرسنی سنائی بات کو بیان نہ کردے۔

(۴) چھوٹے چھوٹے کاموں پر بڑے بڑے اجر کا اور اسی طرح چھوٹے چھوٹے گناہوں پر بڑی بڑی سزاؤں کا ذکر نہ کرے، اس سے امت میں بے اعتدالی پیدا ہوتی ہے، بلکہ انہی جزا وسزا کا ذکر کرے جو قرآن وسنت سے ثابت ہیں۔

(۵) مسلمانوں کو بے جا خوش فہمی میں مبتلا نہ کرے اور نہ ان کی حوصلہ شکنی کرے، بلکہ انذار اور تبشیر دونوں سے کام لے، یعنی خوف اور خوشی دونوں کا پیغام دے، کیونکہ رسول پاک a بشیر بھی تھے اور نذیر بھی۔ جب آپ جہنم سے ڈراتے تھے تو جنت کی خوش خبری بھی سناتے تھے۔

(۶) مسلمانوں کو حقیر اور کمتر نہ سمجھے، ان کی دل آزاری نہ کرے، اپنے آپ کو افضل اور برتر نہ سمجھے اور نہ غرورنفس میں مبتلا ہو۔ دوسروں کو نصیحت کرنے والا اپنی تربیت کا زیادہ محتاج ہوتا ہے۔

(۷) مسلکی، گروہی اور علاقائی تعصب کو ہوا نہ دے، کیونکہ اسلام اسے مٹانے کے لیے آیا ہے بلکہ مسلمانوں کی وحدت، اجتماعیت اور اخوت کی کوشش کرے اور بار بار اس پر زور دے،

مسجد جوڑنے کی جگہ ہے، اسے تفریق کا ذریعہ نہ بنائے۔

(۸) مسلمانوں میں پائی جانے والی فاسد رسموں کی اصلاح پر زور دے، ان کی سماجی اصلاح کرے، بدعات وخرافات سے دور رہنے کی تلقین کرے اور اس کے لیے شیریں لہجہ او رحکیمانہ انداز اختیار کرے۔

(۹) غیر اسلامی نظریات اور اسلام دشمن طاقتوں کے عزائم کا بصیرت سے مطالعہ کرے اور معقولیت سے بیان کرے، امت کو درپیش داخلی اور خارجی خطرات سے آگاہ کرے اور لوگوں کو علم کی رغبت دلائے۔

(۱۰) خطبہ اتنا طویل نہ دے کہ لوگ اکتا جائیں، ان کا ذوق وشوق ختم ہوجائے اور نہ اتنا مختصر کردے کہ خطبہ کی روح فنا ہوجائے، بلکہ اعتدال سے کام لے، چنانچہ رسول اللہa کے خطبہ کی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ معتدل ہوتا تھا۔

خطبہ کی زبان:

خطبہ کا آغاز اور اختتام عربی زبان میں ہونا چاہیے۔ دوسرا خطبہ بھی جو حمد وصلٰوۃ اور دعا واذکار پر مشتمل ہوتا ہے عربی میں ہونا چاہیے تاکہ قرآن وسنت کی زبان سے عوام مانوس ہوں، اس کے علاوہ خطبہ اولی کا باقی حصہ جو تذکیر وتبلیغ اور وعظ ونصیحت پر مشتمل ہوتا ہے اس زبان میں ہونا چاہیے جس کو عوام سمجھتے ہوں، ورنہ خطبہ کا مقصد ہی فوت ہوجائے گا، خطبہ ایک مذہبی رسم اور روایت نہیں بلکہ خطبہ ہماری دینی ضرورت ہے، عوامی اصلاح کا ذریعہ ہے، خطبہ میں جو کچھ کہا جاتا ہے اس کا سننا کافی نہیں، ان کا سمجھنا اور اس پر عمل کرنا مطلوب ہے، اس کے لیے خطبہ کا ایک حصہ اس زبان میں ہونا چاہیے جو عوام کی زبان ہے، یہ امت مسلمہ کے علماء اور فقہاء کی اکثریت کا مسلک ہے، ہندوستان کے بعض علماء عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں خطبہ دینے کو مکروہ کہتے ہیں، یہ بیسویں صدی کے بعض علماء کی رائے ہیں کسی امام کا مسلک نہیں ہے، جہاں تک فقہ حنفی کا تعلق ہے تو شمش الائمہ علامہ سرخسی نے صراحت سے نقل کیا ہے۔

لو خطب بالفارسية جاز عند ابی حنيفة علی كل حال وروی بشر عن ابی يوسف انه اذا

خطب بالفارسية وهو يحسن العربية لايجزيه الا ان يكون ذكر اللّٰه فی ذالک بالعربية فی حرف اواکثر ۔[1]

اگر پورا خطبہ فارسی زبان میں دیا تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک ہر حال میں جائز ہے، اور بشر امام ابو یوسفؒ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر عربی سے اچھی طرح واقف ہے پھر پورا خطبہ فارسی میں دیا تو جائز نہیں، البتہ کچھ بھی اللہ کا ذکر عربی میں کر دیا تو جائز ہے۔

ندوۃ العلماء لکھنؤ کے بانی حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ کا یہ فتوی مشہور ہے ''خطبہ کا اصل مقصود وعظ ونصیحت اور تعلیم وتذکیر ہے اور ہندوستان میں اس مقصود کا حاصل ہونا ممکن نہیں ہے بغیر اس کے کہ اردو وغیرہ میں بیان کیا جائے اس وجہ سے یہ ہونا چاہئے کہ خطبہ میں مناسب وقت جو وعظ ونصیحت اور تعلیم کرنا مقصود ہو وہ اس زبان میں کی جائے جس میں حاضرین سمجھیں اور فائدہ حاصل کرسکیں اور بقیہ مضمون خطبہ کا عربی میں ہوتا کہ خطبہ کا اصل مقصود فوت نہ ہو اور حتی الوسع سلف کی پیروی اور عربی زبان کی فضیلت بھی حاصل ہوجائے''[2]

مکہ مکرمہ کی فقہ اکیڈمی نے جس میں تمام ملکوں کے علماء اور فقہا کی نمائندگی ہوتی ہے اپنے پانچویں سمینار میں حسب ذیل قرارداد منظور کی ہے۔

''غیر عرب علاقوں میں جمعہ وعیدین کے خطبہ کے صحیح ہونے کے لیے عربی زبان کی شرط نہیں ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ خطبہ کے ابتدائی کلمات اور قرآنی آیات عربی میں پڑھی جائیں تاکہ غیر عرب بھی عربی اور قرآن سننے کی عادت ڈالیں، اور عربی اور قرآن سیکھنا ان کے لیے آسان ہو، پھر خطیب علاقائی زبان میں انہیں نصیحت اور تذکیر کرے''۔[3]

جو لوگ صرف عربی میں خطبہ دینے پر اصرار کرتے ہیں وہ خطبہ کی اذان سے پہلے ایک اور خطبہ

---

[1] محیط جلد دوم فصل ۲۵

[2] القول المحکم فی خطابۃ العجم، ص ۶

[3] مکہ فقہ اکیڈمی کے فقہی فیصلے، ص ۱۰۷، نئی دہلی ۲۰۰۴ء

اردو یا علاقائی زبان میں دینے کے قائل ہیں ،اس تکلف کی چنداں ضرورت نہیں قرون اولی اور سلف صالحین کے عمل سے اس کی تائید نہیں ہوتی ۔

خطبہ کے سامعین:

جمعہ کی نماز ادا کرنے والے مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز جمعہ کا اہتمام کریں۔خطبہ سے پہلے مسجد تشریف لائیں ،سنت کا اہتمام کریں، خطبہ توجہ سے سنیں اور خاموشی اختیار کریں، حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ a نے فرمایا ''**من توضّا فاحسن الوضؤ ثم اتی الجمعۃَ فاستمع وانصتَ غفر له مابین الجمعة الی الجمعة وزیادة ثلاثة ایام**.[۱] جس شخص نے وضوکیا اوراچھی طرح وضوکیا پھر جمعہ کی نماز کے لیے حاضر ہوا، خاموشی اور توجہ سے خطبہ سنا اس کے دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں بلکہ تین مزید ایام کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

مسجد میں بعد میں آنا اور گردنیں پھلانگ کرآگے جانے کی کوشش کرنا خلاف سنت ہے، حضرت عبداللہ بن بسر روایت کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن رسول اللہ a خطبہ دے رہے تھے ایک صاحب آئے اور گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے بڑھے، رسول اللہ a نے ان کو روکا اور فرمایا ''**اجلس فقد آذیت**''[۲] بیٹھ جاؤ تم نے نمازیوں کو تکلیف پہونچائی۔

حضرت ابوذرغفاریؓ فرماتے ہیں کہ میں جمعہ کی نماز کے لیے آیا، حضورؐ خطبہ دے رہے تھے، میں نے حضرت ابی ابن کعبؓ سے پوچھا یہ سورہ کب نازل ہوئی ہے؟ انہوں نے غضبناک نگاہوں سے مجھے گھورا اور جواب نہیں دیا، کچھ دیر بعد میں نے پھر سوال کیا، پھر انہوں نے اسی طرح تیکھی نگاہ سے دیکھا اور کوئی جواب نہ دیا، کچھ دیر بعد میں نے پھر اپنا سوال دہرایا، پھر انہوں نے وہی طرزعمل اپنایا اور جواب نہ دیا، جب نماز ختم ہوگئی تو میں نے ان سے اس رویہ کی شکایت کی تو انہوں نے کہا کہ آج کی نماز تو تمہاری وہی حرکت ہے جو تم نے کی ہے، مجھے مزید تکلیف ہوئی اور رسول پاک a کے پاس پہونچا

---

[۱] ابوداؤد، کتاب الصلوۃ، باب فضل الجمعۃ

[۲] ایضا، باب تخطی رقاب الناس یوم الجمعۃ

اور پورا واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا بے شک ابیؓ نے سچ کہا۔[1]

خطبہ کے دوران باتیں کرنا سنجیدگی اور وقار سے نہ بیٹھنا دین سے بے رغبتی کی علامت ہے، قصداً ایسے وقت آنا جب خطبہ ختم ہورہا ہو عبادت میں سستی کے مرادف ہے، گوکہ خطبہ کی قضا نہیں مگر خطبہ جان بوجھ کر چھوڑنا سنت کو ترک کرنا ہے، اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو خطبہ اور نماز جمعہ کا اہتمام کرنے کی توفیق دے (آمین)

---

[1] صحیح ابن خزیمہ، کتاب الصلوٰۃ

شعبۂ اسلامی معاشرہ

سے رابطہ کے ذرائع

D- 321, Dawat Nagar, Abul Fazl Enclave, Jamia Nagar, Okhla, New Delhi.110025

+91-11-26951409, 26941401,26948341

9582050234,8287025094

islamimuashara@jih.org.in, mrnadvi@jih.org.in
shariahcouncil@jih.org.in, fatwa@jih.org.in

www.jamaatislamihind.org